Journal of Media Horizons
Volume 6 Issue 1, 2025 **ISSN: 2710-4060 | 2710-4052**

تخلیق، احساس اور خیال کے باہمی تعلق کی ادراکی جہتیں :ایک ادبی مطالعہ

CREATION, EMOTION, & THOUGHT: EPISTEMIC DIMENSIONS OF THEIR INTERRELATION - A LITERARY STUDY

ڈاکٹر اسد محمود خان
ایسوسی ایٹ پروفیسر ،صدر شعبہ اردو/ بین الاقوامی تعلقات، منہاج یونیورسٹی لاہور
assadphdir@gmail.com
Corresponding Author: *

Received: November 25, 2024 **Revised:** December 25, 2024 **Accepted:** January 10, 2025 **Published:** January 17, 2025

ABSTRACT

This study explores the intricate relationship between creation, emotion, and thought within the context of literary expression, focusing on the epistemic dimensions that shape their interrelation. It delves into how these three elements converge to form the foundation of creative processes, particularly in literature. By examining the role of emotions in shaping thought and how thought, in turn, influences creative expression, the study aims to uncover the underlying mechanisms that guide the interaction between these components. Emphasis is placed on the cognitive and emotional responses that drive literary creativity and how authors convey complex human experiences through the synthesis of emotion and thought. Through a critical analysis of literary works, this study seeks to identify patterns and insights into the way creativity is sparked by emotional experiences and how thought processes refine and shape these emotions into structured artistic expressions. The research highlights the cognitive, psychological, and philosophical implications of this interrelation, offering new perspectives on the cognitive functions that underpin the act of creation in literature.

Keywords: *Creation, Emotion, Thought, Epistemic, Literary Expression, Cognitive.*

INTRODUCTION

تخلیق دراصل تجربے، تخیل اور اظہاریے کی وہ لطیف فنکاری ہے جو انسانی احساسات اور خیالات کو گہرے مفاہیم عطا کرتی ہے- یہ فن اظہار کی اس نہج پر کھڑا ہے جہاں ہر لفظ، ہر تصویر، اور ہر جذبہ اپنے اندر ادراک کے دریچے کھولنے کی صلاحیت رکھتا ہے- تخلیق کا یہ عمل محض ایک تکنیک نہیں بلکہ ایک ایسی روحانی مشق ہے جو تخلیق کار کو اس کے وجود کی گہرائیوں تک لے جاتی ہے، جہاں اظہاریے کی ہر پرت احساس، خیال اور وارفتگی کے امتزاج سے ایک نئی حقیقت کو جنم دیتی ہے-احساس کی دنیا میں تین اہم ستون کھڑے ہیں: باطنی تجربہ، نفسیاتی ردِ عمل، اور طرز عمل یا اظہاری ردِ عمل- یہ تینوں ستون تخلیق کے وجود کو بنیاد فراہم کرتے ہیں اور شدتِ جذبات کے درمیان اظہار کو ایک منفرد صورت میں ڈھال دیتے ہیں- باطنی تجربہ، جو تخلیق کا پہلا قدم ہے، ایک زاویہ نگاہ کی جمالیات کا عکس پیش کرتا ہے- یہ وہ تجربہ ہے جو محبت کے نرم گوشوں سے لے کر نفرت کی تلخی، حیرت کی تیز چمک، حسرت کی گونج، اور قدرت کی حکمت تک ہر کیفیت کو محسوس کرتا ہے- یہ وہ تجربہ ہے جو لذت کی مٹھاس اور ہجرت کی کڑواہٹ، ندرت کی تازگی اور اجرت کی ضرورت کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتا ہے-

باطنی تجربہ محض ایک احساس نہیں بلکہ اظہار کی پہلی امنگ کو جگانے والی چنگاری ہے- یہی چنگاری ہے جو تخلیق کار کو پہلی کوشش کی جانب مائل کرتی ہے اور اسے ان جذبوں کو الفاظ یا تصاویر میں ڈھالنے کا حوصلہ دیتی ہے- احساس اور خیال کی وارفتگی اس چنگاری کو شعلہ بناتی ہے، اور یہ شعلہ ادراک کے دروازے پر ایک روشن منظر پیدا کرتا ہے- یہی منظر تخلیق کے عمل کو نفسیاتی گہرائی فراہم کرتا ہے، جہاں جذبات کو معنی اور احساسات کو الفاظ کا روپ دیا جاتا ہے-تخلیق کار کے لیے تجربے کا میدان ایک وسیع کائنات کی مانند ہے، جہاں ہر لمحہ نئی دریافتوں کا باعث بنتا ہے- جس طرح تجربہ

اس نظریے کے مطابق، تخلیقی عمل کشف اور الہام کا عمل سمجھا جاتا ہے، جہاں شاعر روحانی رہنمائی کے تحت ہوتا ہے ۔)"3(

کارل یونگ ، نے "تخلیقی صلاحیت اور لاشعور " میں لکھا ہے :

"تخلیق ذہانت کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ ذہن کی آزاد اور خودبخود کھیل کا نتیجہ ہے- یہ تب پروان چڑھتی ہے جب ہم اپنے آپ کو بغیر کسی حد کے دریافت کرنے کی اجازت دیتے ہیں- تب ہی انوکھائی کی اصل حقیقت سامنے آتی ہے -(4)"

تخلیق کا عمل ایک ایسا پیچیدہ اور گہرا عمل ہے جس کے مختلف پہلو انسان کی زندگی میں اہمیت رکھتے ہیں- ہمارے گرد و پیش کا ماحول، اُس میں ہونے والی تبدیلیاں اور ہمارے اندر کی روحانی و نفسیاتی حالتیں، سب مل کر ہمیں ایک نئے خیال کی جانب راغب کرتی ہیں- یہ خیال، جس کا وجود تخلیق کار کے اندر پیدا ہوتا ہے، تخلیقی عمل کی ابتدا کی نشاندہی کرتا ہے- تخلیق کار اور تخلیق کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر گہرا اور پیچیدہ ہوتا ہے کہ کبھی تخلیق کار، خود کو تخلیق کی صورتوں میں قید محسوس کرتا ہے، اور کبھی وہ تخلیق اس کی رہنمائی کرنے والی روشنی بن جاتی ہے- اس کا مطلب یہ ہے کہ تخلیق کے عمل میں، تخلیق کار کا وجود بھی ایک انوکھے تذبذب کا شکار ہوتا ہے، جس میں وہ اپنے اندر کے جذبات، خیالات اور تجربات کو الفاظ کی شکل دے کر دنیا کے سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے- تخلیق کا یہ عمل کبھی خوابوں کی مانند ہوتا ہے اور کبھی حقیقت کے قریب تر-دوسری طرف، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر فرد اپنی زندگی کے تجربات کے ذریعے ایک کہانی کا حصہ ہوتا ہے- سماج میں فرد کی حیثیت اور اس کے تجربات کا اثر اس کے تخلیقی عمل پر پڑتا ہے، اور اس کے ذریعے وہ ایک کہانی تخلیق کرتا ہے- یہ کہانی صرف فرد کی ذاتی نہیں ہوتی، بلکہ یہ سماج کی جڑیں بھی ہوتی ہے، جو اُس فرد کے ارد گرد کے ماحول سے جڑی ہوتی ہے- اس میں فرد ایک کردار کی طرح عمل کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی کہانی کا بھی ایک کارساز بن جاتا ہے- یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب تخلیق کار اور تخلیق ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں، اور ان دونوں کی سرگوشیاں ایک کہانی کا روپ دھار لیتی ہیں-

تخلیق، احساس اور خیال کے باہمی تعلق کا مطالعہ کسی بھی تخلیقی عمل کی جڑوں کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے- یہ تینوں عناصر ایک دوسرے سے جڑے

اپنی وسعتوں میں لاانتہا ہے، اسی طرح تخیل کا افق بھی بحر بیکراں کی مانند پھیلا ہوا ہے-

مرزا محمد سعید باطنی تجربے کے کشاف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"داخلی تجربہ دل کی گہرائی سے نکلتا ہوا ایک ایسا بیج ہے جو تخلیق کی فصل کو پروان چڑھاتا ہے، جیسے اندر کی دنیا کی زمین پر جذبات کی خوشبو اور خیالات کی روشنی اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے اُگتے ہیں۔)"1(

جب کہ تخیل ایک ایسی تخلیقی قوت ہے جو حقیقت اور فطرت کو انسانی جذبات کے ساتھ جوڑ کر ایک نئی دنیا آباد کرتا ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جو تخلیق کار کو ان دیکھے خوابوں، آن کہے خیالات، اور محسوس کی جانے والی حقیقتوں کو ایک شکل دینے کی ترغیب دیتی ہے۔

احسان سہگل رقمطرا زہیں:

"تخیل کی وہ بنیاد ہے جہاں سے اظہار کا حقیقی سفر شروع ہوتا ہے، جیسے دل کی گہرائیوں میں اُتر کر ایک نیا خیال اُٹھتا ہے، جو پھر تخلیق کی سمت میں پروان چڑھتا ہے۔)"2(

تخلیق کا عمل دراصل ایک ایسی داخلی اور خارجی مسافت ہے جو تخلیق کار کو اپنے اندر اور کائنات کے باہر سفر پر لے جاتی ہے- یہ مسافت محبت، نفرت، حسرت، حیرت اور قدرت کی وہ پیچیدہ صورتیں سامنے لاتی ہے جو عام زندگی کے شور میں دب جاتی ہیں- تخلیق کار ان صورتوں کو اپنے تخیل اور تجربے کے ذریعے دوبارہ دریافت کرتا ہے اور انہیں ایسی تعبیر دیتا ہے جو نہ صرف گہرائی میں محسوس کی جا سکتی ہے بلکہ ہر پڑھنے والے کے دل میں ایک منفرد جذبے کو جگا سکتی ہے-یوں تخلیق ایک ایسا سفر ہے جو ہر بار نئے جہانوں کی کھوج پر لے جاتا ہے، جہاں ہر خیال ایک نیا خواب بناتا ہے اور ہر تجربہ ایک نئی حقیقت کو آشکار کرتا ہے- یہ صرف اظہار کا عمل نہیں بلکہ انسانی جذبات، خیالات اور روح کی ایک ایسی گفتگو ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے اور ہر بار ایک نیا راز کھولتی ہے-

وزیر آغا، "تخلیقی عمل اور اس کی ساخت " میں لکھتے ہیں:

"تخلیقی عمل کی وضاحت میں ہر تخلیق کار نے اپنے ذاتی تجربات کے مطابق مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ بعض تخلیق کاروں کا کہنا ہے کہ تخلیق کے دوران کوئی ”روحانی ہستی“ یا جن ان پر قابض ہو جاتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تخلیقی عمل میں اہم کردار ایک عظیم ہستی کا ہے جو تخلیق کار کو اظہار کا وسیلہ بناتی ہے۔

خیالات ان جذبات کا ردعمل ہوتے ہیں جو انسان کی ذاتی یا اجتماعی زندگی سے جڑے ہوتے ہیں- تخلیق کار کا ذہن اس دوران اپنے خیالات کو نئے انداز میں تشکیل دیتا ہے، تاکہ وہ اپنے جذبات کی گہرائی کو بہتر طور پر سمجھ سکے- اسی دوران، یہ تخلیق کار کے لئے ایک خود شناسی کا عمل بن جاتا ہے- وہ اپنے اندر کی دنیا کو تخلیقی عمل کے ذریعے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ اپنے احساسات، خیالات، اور تجربات کو نیا رنگ دے سکے- یہ عمل نہ صرف تخلیق کار کے لئے ایک انفرادی تجربہ ہوتا ہے بلکہ یہ معاشرتی سطح پر بھی ایک نیا پیغام دینے کا ذریعہ بن جاتا ہے- جب تخلیق میں احساسات اور خیالات کا توازن ہوتا ہے، تو اس میں ایسی گہرائی پیدا ہوتی ہے جو نہ صرف تخلیق کار کو بلکہ اس کے قاری یا سامعین کو بھی متاثر کرتی ہے- تخلیق کا یہ توازن تخلیق کار کو اپنے داخلی اور خارجی تجربات کو یکجا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے، اور یوں اس کی تخلیق ایک ایسا تجربہ بن جاتی ہے جو اس کے خودی کے احساس کو بڑھاتی ہے-

تخلیقی توازن کی عملی جہت کا ذکر کرتے ہوئے اسلوب احمد انصاری لکھتے ہیں:

"تخلیق کا عمل صرف کسی سوچ یا جذبات کا اظہار نہیں ہوتا، بلکہ یہ دونوں کا امتزاج ایک نئی حقیقت کی تخلیق کرتا ہے- جب سوچ کی گہرائی اور جذبات کی شدت آپس میں ملتی ہیں، تو ایک ایسی تخلیقی صورت پیدا ہوتی ہے جو پہلے سے موجود نہیں ہوتی- یہ نیا آغاز نہ صرف ذہن کو متاثر کرتا ہے، بلکہ دل میں ایک نئی دنیا بسا دیتا ہے، جو فن کی حقیقت کو نیا رخ دیتی ہے-(7)"

جب تخلیق کے عمل میں احساسات اور خیالات کے باہمی تعلق کا توازن برقرار ہوتا ہے، تو تخلیق میں ایک منفرد نوعیت پیدا ہوتی ہے- تخلیق کار کے احساسات اور خیالات کا آپس میں جڑنا اسے ایک مخصوص بصیرت فراہم کرتا ہے، جو اس کی تخلیق کو زیادہ جاندار بناتی ہے- یہ عمل کسی بھی تخلیق کے فن پارے کی خصوصیت بن جاتی ہے، چاہے وہ ادب ہو، موسیقی ہو یا فنون لطیفہ کے دوسرے شعبے ہوں- تخلیق کا یہ عمل اس بات کا عکاس ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے جذبات اور خیالات کو صحیح طور پر جوڑتا ہے، تو وہ اپنی تخلیقات میں ایک خاص حقیقت پیش کرتا ہے جو دنیا کے سامنے آ کر ایک نیا منظر پیش کرتی ہے- تخلیق کے اس عمل میں تخلیق کار اپنی داخلی اور خارجی دنیا کے درمیان ایک توازن پیدا کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی تخلیقات کے ذریعے ایک نئی حقیقت دنیا کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں- تخلیق کا عمل صرف ایک ذہنی مشق نہیں بلکہ یہ ایک جذباتی اور خیالی سفر بھی ہے جس میں انسان اپنے اندر کی دنیا کو باہر کی حقیقتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے- تخلیق کا یہ عمل ہر انسان کے اندر سے جنم لیتا ہے، اور اس کی عکاسی اس کے ذہن میں ہونے والی گہری سوچ، جذبات کی شدت اور ذاتی تجربات کے ذریعے ہوتی ہے- یہ عمل انسان کو اندرونی کشمکش، خوشی، غم، محبت، نفرت، یا کسی بھی جذباتی کیفیت سے آشنا کرتا ہے- انسان جب کسی تخلیقی عمل میں ملوث ہوتا ہے، تو وہ نہ صرف اپنے خیالات کو سامنے لاتا ہے بلکہ اپنے جذبات کو بھی لفظوں یا کسی بھی فن پارے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے- اس عمل میں، اس کے احساسات اور خیالات ایک دوسرے سے جڑ کر ایک نیا فن پارہ تخلیق کرتے ہیں جو صرف اس کی ذات کا عکاس نہیں ہوتا، بلکہ سماج اور ثقافت کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی بھی کرتا ہے- تخلیق کا یہ عمل انسان کی اندرونی دنیا سے باہر کی دنیا تک ایک مسلسل پھیلاؤ کی صورت اختیار کرتا ہے، اور یوں ایک تخلیق کار کا کام نہ صرف اس کے ذاتی تجربات کا عکاس ہوتا ہے، بلکہ وہ اس وسیع تر سماج اور تاریخ کے ساتھ بھی جڑتا ہے-

تخلیقی تجربے تک رسائی کو محمد احسن فاروقی، یوں بیان کرتے ہیں:

"تخلیق میں جذبات کا رنگ اور خیالات کا انداز مل کر فن کی حقیقت کو جنم دیتے ہیں۔ جذبات تخیل کو گہرائی اور رنگ دیتے ہیں، جبکہ خیالات اسے ترتیب اور سمت دیتے ہیں۔ دونوں کا امتزاج تخلیق کو منفرد اور معیاری شکل دیتا ہے، جو دل و دماغ کو متاثر کرتا ہے ۔)"5 (

ویگاتسکی" ، تخیل اور تخلیقی صلاحیت" میں رقمطراز ہے :

"احساس تخیل کو جلا بخشتا ہے، جوش و جذبے کے ساتھ ذہن کو نئے امکانات کی طرف کھولتا ہے۔ سوچ ان ابتدائی خیالات کو ترتیب اور وضاحت فراہم کرتی ہے، تخلیقی تصور کو نکھارتی ہے۔ یوں دونوں مل کر تخلیق کا باعث بنتے ہیں، جہاں الہام شکل اختیار کرتا ہے اور خیالات حقیقت کا روپ دھارتے ہیں۔)"6(

تخلیق کا عمل جب احساسات اور خیالات سے جڑتا ہے، تو یہ ایک نئی جہت اختیار کرتا ہے جس میں دونوں کے درمیان توازن پیدا ہوتا ہے- جب انسان کسی خاص تجربے سے گزرتا ہے، تو اس کے اندر جو جذبات ابھرتے ہیں، وہ اس کے خیالات کو نئی سمت دیتے ہیں- یہ

کار کو اپنے جذبات اور خیالات کو ایک نئی شکل میں پیش کرنے کی طاقت فراہم کرتا ہے۔ اس طرح تخلیق کا یہ عمل ایک نیا راستہ تلاش کرتا ہے جو تخلیق کار کے ذاتی اور سماجی تجربات کو ایک نئی حقیقت کے ساتھ جوڑتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار نہ صرف تخلیق کار کے اندر بلکہ اس کی تخلیق کے ذریعے پورے سماج میں بھی ہوتا ہے، اور یوں تخلیق کا عمل سماج میں تبدیلی اور بیداری کا باعث بنتا ہے۔

سہیل اشرف آزاد لکھتے ہیں:

"دل جو محسوس کرتا ہے اور دماغ جو سوچتا ہے، کائنات کی عظیم ترین تخلیقات کے معمار ہیں۔ یہ دونوں قوتیں جب آپس میں ملتی ہیں، تو ایک ایسی تخلیق جنم لیتی ہے جو انسان کے جذبات اور خیالات کی عکاسی کرتی ہے۔ دل کی جذباتیت اور دماغ کی عقل کا یہ امتزاج نہ صرف فن کی تشکیل کرتا ہے بلکہ دنیا کی حقیقتوں کو بھی نئے زاویوں سے متعارف کراتا ہے۔" (8)

"تخلیق میں جذبات کا رنگ اور خیالات کا انداز ہوتا ہے، دونوں کا میل ہی کسی بھی فن کی حقیقت کو جنم دیتا ہے۔ جب جذبات کی گہرائی اور خیالات کی وضاحت آپس میں ملتی ہیں، تو ایک منفرد تخلیقی حقیقت سامنے آتی ہے۔ یہ امتزاج نہ صرف فن کی نوعیت کو واضح کرتا ہے، بلکہ اس میں ایک زندگی اور توانائی بھی شامل کرتا ہے جو اسے دل و دماغ میں مستقل طور پر گونجتا ہے۔" (9)

تخلیق، احساس اور خیال کا باہمی تعلق ہمیشہ ایک تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، جو انسان کے اندر اور باہر کی دنیا کو جوڑتا ہے۔ یہ تعلق تخلیق کے عمل کو گہرائی دیتا ہے، جو تخلیق کار کے خیالات اور احساسات کے درمیان ایک توازن قائم کرتا ہے۔ اس طرح، تخلیق کا عمل نہ صرف فرد کی داخلی حقیقت کو بیان کرتا ہے بلکہ وہ سماج اور ثقافت کی حقیقتوں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ تخلیق کے اس عمل میں ہر تخلیق کار اپنی داخلی اور خارجی دنیا کو جوڑتا ہے، تاکہ وہ اپنے تجربات، احساسات اور خیالات کو دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ اس عمل میں تخلیق کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے کہ تخلیق کار اپنی تخلیق کے ذریعے دنیا کے سامنے ایک نئی حقیقت پیش کرے، جو نہ صرف اس کی ذاتی حقیقت ہو بلکہ سماج اور ثقافت کی حقیقت بھی ہو۔ اس عمل کے ذریعے تخلیق کار دنیا کے سامنے نہ صرف اپنے اندر کی دنیا کا اظہار کرتا ہے بلکہ وہ سماج کی حقیقتوں کو بھی سامنے لاتا ہے، جو کہ تخلیق کے ذریعے ایک نئی حقیقت کو جنم دیتی ہیں۔

کر سکے۔ اس میں نہ صرف تخلیق کار کا ذہن اپنی داخلی دنیا کو بیان کرتا ہے، بلکہ وہ سماج کے بڑے سوالات، اس کی پیچیدگیوں، اور انسانیت کے مشترکہ تجربات کا بھی عکاس بن جاتا ہے۔ تخلیق کا یہ عمل انسان کی داخلی دنیا کے اظہار کے ساتھ ساتھ ایک اجتماعی سطح پر تبدیلی لانے کا ذریعہ بن سکتا ہے، کیونکہ یہ ہر فرد کے تجربات کو مختلف زاویوں سے پیش کرتا ہے۔

تخلیق کے عمل میں جب احساسات اور خیالات کا تعلق قائم ہوتا ہے، تو یہ تخلیق کے عمل کو نہ صرف ذاتی سطح پر بلکہ سماجی سطح پر بھی ایک اہمیت دیتا ہے۔ تخلیق کار کے خیالات اور اس کے جذبات کے بیچ کا یہ رشتہ اس کی تخلیق کو زندگی دیتا ہے۔ جب تخلیق کار اپنے اندر کے جذبات اور خیالات کو فن پارے میں ڈھالتا ہے، تو اس کی تخلیق میں ایک خاص نوعیت کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ تاثر اس کے قاری یا سامع کے لئے ایک نئے خیال یا احساس کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ یہ باہمی رشتہ اس بات کا عکاس ہوتا ہے کہ تخلیق کا عمل صرف ایک فرد کا عمل نہیں ہوتا، بلکہ یہ پورے سماج کی حقیقتوں، اس کے تجربات اور اس کے احساسات کا عکاس ہوتا ہے۔ تخلیق کا یہ عمل سماج میں تبدیلیاں لانے کا ذریعہ بن سکتا ہے، کیونکہ جب انسان کسی تخلیقی عمل میں شامل ہوتا ہے، تو وہ اپنے معاشرتی تجربات، اس کے درد اور خوشیوں کو بھی اپنے فن میں شامل کرتا ہے۔ اس طرح، تخلیق کا عمل نہ صرف تخلیق کار کے لیے ایک ذاتی تجربہ ہوتا ہے بلکہ اس کا اثر پورے سماج پر پڑتا ہے۔ اس اثر کی گہرائی اور شدت سماج کے ثقافتی اور سماجی حالات پر منحصر ہوتی ہے، اور اس میں تخلیق کار کا ذاتی اثر بھی شامل ہوتا ہے جو کہ سماج کے ساتھ اس کی جڑت کو نمایاں کرتا ہے۔

تخلیق کے عمل میں جب احساسات اور خیالات کے باہمی تعلق کا توازن برقرار ہوتا ہے، تو یہ تخلیق کار کی تخلیقی صلاحیتوں کو نیا رنگ دیتا ہے۔ یہ تعلق انسان کو اپنے خیالات اور احساسات کی نئی حقیقتوں کی جستجو میں لگا دیتا ہے، اور وہ اس عمل میں اپنے داخلی اور خارجی تجربات کو ایک نئی نظر سے دیکھتا ہے۔ تخلیق کار کا دماغ اس عمل میں نئی جہتوں کی تلاش میں ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی تخلیق کو دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ یہ باہمی تعلق تخلیق کار کے ذہن میں ایسے نئے دروازے کھولتا ہے جو تخلیق کے عمل کو مزید متاثر کن بنا دیتا ہے۔ جب تخلیق کا یہ عمل احساسات اور خیالات کے درمیان توازن قائم کرتا ہے، تو وہ تخلیق

پہلوؤں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے- تخلیق کے عمل کی گہرائی اور پیچیدگی انسان کے جذبات اور خیالات کی بے شمار جہتوں کو ظاہر کرتی ہے، جو دنیا کو نئی بصیرت فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے-

حوالہ جات

سعید، مرزامحمد (1967ء)، "مذہب اور باطنی تعلیم"، لاہور، اردو مرکز، ص221-

سہگل، احسان (1998ء)، "انداز تخیل"، کراچی، بزم علم و فن، ص34-

آغا، وزیر (2000ء)، "معنی اور تناظر"، نئی دہلی، انٹرنیشنل اردو پبلیکیشنز، ص173-

Jung, C. G. (1964). "*Man and his symbols* (R. F. C. Hull, Trans.)". London.Dell Publishing. (Original work published 1961)p-45.

فاروقی، محمد احسن (1962ء)" ، اردو ناول کی تنقیدی تاریخ "، لکھنؤ، ادارہ فروغ اردو، ص65-

Vygotsky, L. S. (2004). Imagination and creativity in childhood. Journal of Russian and East European Psychology, 42(1), 7-97.

انصاری، اسلوب احمد (1887ء)، "تخلیق اور تنقید"، الہ آباد، ادارہ انیس اردو، ص9-

Maslow, A. H. (1943). A theory of human motivation. Psychological Review, 50(4), 370-396.

آزاد، سہیل اشرف (۱۹۸۴ء)،"تخلیق و تحقیق"، پٹنہ،ادارہ تحقیقات عربی و فارسی، ص ۲۷-

مجموعی طور پر تخلیق، احساس اور خیال کا باہمی تعلق انسان کی ذہنی، جذباتی اور تخلیقی دنیا کا ایک پیچیدہ لیکن جاندار عمل ہے- ان تینوں عناصر کے درمیان گہرا رشتہ ہے، جو ایک دوسرے کو نہ صرف متاثر کرتے ہیں بلکہ باہمی تعامل سے نئی تخلیقات اور خیالات جنم لیتے ہیں- تخلیق محض کسی چیز کو وجود میں لانے کا نہیں بلکہ ایک گہرے اور متحرک عمل کا نام ہے، جس میں احساسات اور خیالات کا ایک ہم آہنگ رشتہ ہوتا ہے- جب تخلیق کار اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے، تو اس کی اندرونی دنیا یعنی احساسات اور خیالات ایک دوسرے سے جڑ کر نئی تخلیق کرتے ہیں- احساسات تخلیق کے ابتدائی محرکات کے طور پر سامنے آتے ہیں- جب انسان کسی تجربے، جذباتی صورتحال یا منظر سے متاثر ہوتا ہے، تو اس کے دل میں ایک ردعمل پیدا ہوتا ہے جو تخلیق کا ابتدائی نقطہ بن جاتا ہے- یہ ردعمل مختلف قسم کے ہو سکتے ہیں جیسے محبت، غم، خوشی، خوف، یا کسی خاص موضوع کے بارے میں سوچنے کی کیفیت- اس ردعمل کو باندھنے کے لیے تخلیق کار اپنی ذہنی صلاحیتوں کا استعمال کرتا ہے اور خیالات کو مناسب شکل دیتا ہے- تخلیق کا عمل اس وقت مکمل ہوتا ہے جب احساسات اور خیالات ایک جگہ ملتے ہیں اور اس سے کوئی نیا تصور یا شے جنم لیتی ہے-

تخلیق، احساس اور خیال کا یہ تعلق نہ صرف تخلیقی فنون میں بلکہ عام زندگی میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے- یہ جذبات اور خیالات ہمارے تجربات سے جڑتے ہیں اور ہمارے تخیل کو بہتر بناتے ہیں- تخلیق کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ ہم ان تینوں عناصر کو یکجا کر کے ایک نئی تخلیق کو دنیا کے سامنے پیش نہ کر دیں- اس کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ تینوں عناصر ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتے- اگر صرف احساسات ہوں اور خیالات نہ ہوں تو تخلیق کا عمل محض بے معنی ہو جائے گا- اسی طرح، اگر صرف خیالات ہوں اور احساسات کی کمی ہو، تو تخلیق کا عمل خشک اور بے روح بن جائے گا- ان تینوں کا توازن اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تخلیق کا عمل ایک جاندار اور متحرک شکل اختیار کرے، جو نہ صرف تخلیق کار کے لیے بلکہ ناظرین یا قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث بنے- یوں بلاشبہ، تخلیق، احساس اور خیال کا باہمی تعلق انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے، جو اس کی ذہنی اور جذباتی حالتوں کی عکاسی کرتا ہے- یہ تعلق نہ صرف فرد کی اندرونی دنیا کی عکاسی کرتا ہے بلکہ یہ معاشرتی اور ثقافتی